اسلامی ثقافت کے خلاف عالمی محاذ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالمی شہرت یافتہ افریقی مزاحیہ فنکار" ٹریور نوآہ "(Trevor Noah)، کا ایک پروگرام چل رہا تھا... سامعین کے مجمع میں ہر رنگ و نسل کے افراد موجود تھے... لوگ قہقہہ لگا کر ہنس رہے تھے اور محفل خوب گرم تھی... چوں کہ اس فنکار کی مزاحیہ گفتگو اکثر سیاسی و سماجی و عالمی مسائل پر مشتمل ہوتی ہے، اور زیادہ تر اس کا تعلق ابن الوقت مسائل پر طنز سے ہوتا ہے؛ ان کا کلام روایتی مزاح نگاری سے مختلف گردانا جاتا اور کافی پسند کیا جاتا ہے____ دوران محفل، ایک جملے پر سامعین کی ہنسی اور تالیاں دوبالا ہو گئیں جب فنکار نے بعض زبانوں ان کے تلفظات اور لوگوں کے اذہان میں ان کے متعلق تاثرات کو لیکر مزاح کیا... جس میں سر فہرست روسی زبان کی خشکی اور روسیوں سے عالمی پیمانے پر خوف زدگی پر کلام تھا... کہ اگر روسی افراد انگریزی میں خوش گوار گفتگو بھی کریں تب بھی ہمیں وہ وحشت ناک معلوم پڑتی ہے____ آگے انہوں نے کیا کہا، انہی کی زبانی سنیں:

“There are certain languages I find frightening… certain accents that throw me off… for instance I find Arabic frightening as a language…(the silent crowd applauds and hoots) just has that thing in it… (speaks gibberish in Arabic) that could be saying anything … It’s because we’ve watched all those movies all those TV shows … every time you see Arabic some bad shit goes down (speaks gibberish in Arabic again and makes Poof sound)” …

کچھ زبانیں ایسی ہیں جو مجھے خوف ناک لگتی ہیں، کچھ تلفظ مجھے ڈرا دیتے ہیں، مثال کے طور پر عربی مجھے بحیثیت زبان خوف ناک لگتی ہے (مجمع تالیاں اور سیٹیاں بجانے لگتا ہے)... اس میں کچھ بات ہے ایسی... (عربی زبان میں کچھ بڑبڑاتا ہے)... اور اس کا مطلب کچھ بھی ہو سکتا ہے... اور اس کا سبب یہ ہے کہ ہم سب نے وہ فلمیں اور ٹی-وی شوز دیکھ رکھے ہیں جن میں جب بھی کوئی عربی بولتا ہے تو کچھ برا ہی ہوتا ہے (عربی زبان میں کچھ بڑبڑاتا ہے اور دھماکے کی سی آواز نکالتا ہے)...[1]

اس تمام گفت و شنید سے حاضرین تو خوب محظوظ ہوے... پر اگر اس بات کو عقل کے دروازے کھول کر ملاحظہ کریں اور خرد کے میزان پر تولیں... تو یہ اس وحشت ناک حقیقت کی طرف اشارہ ہے جو آج کی دنیا میں عالمی سطح پر معاشرے کے اندر سرائت کر گئی ہے؛ اور وہ ہے **"اسلام اور عربوں سے خوف زدگی!"** وہ دیمک جس کے جراثیم

برسوں پہلے عیسائی اور یہودی انتہا پسند تحریکوں نے پھیلائے تھے، جو آج ہمارے سماج کو اندر ہی اندر سے کھوکھلا کر رہے ہیں۔ ــــــ

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی،
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائدار ہوگا[ب]

تاریخی منظر نامہ:

ہسپانیہ کی مسلم حکومت کے زوال کے بعد جب پاپائیت کے زیر نگیں عیسائی انتہا پسند متحدہ افواج جسے "اسپانش انکویزشن" کہا جاتا ہے نے اندلس کے مسلمانوں کے خون سے تاریخی اوراق سیاہ کیے...اور ظلم و بربریت، سفاکی و جارحیت کا رقص رچایا...اس وقت غرناطہ سے سوائے کاتھولک عیسائیوں کے ہر شخص کو یا تو قتل کر دیا گیا یا ملک بدر کر کے بے گھر کر دیا گیا ...تب عالم ہست و بود نے اسلام اور عربوں سے نفرت کی ایک ایسی بھیانک تصویر کا مشاہدہ کیا جسے اس تحریک کے اولین نقوش میں شمار کیا جاتا ہے[۲] ــــــ

صوویت اتحاد کی تحلیل کے بعد، طبعی طور پر آزاد خیال عوام کو ایک نئے مشترکہ دشمن کی ضرورت تھی جس کے خلاف تمام مکتبوں کو یک جا کیا جا سکے اور ایک متحدہ محاذ قائم کر کے اس سے منفعت کا سامان کیا جا سکے... اسی اہم مقصد کی تکمیل و تحصیل کے لیے جملہ اقوام کے سامنے سرخ خطرے (صوویت اتحاد) کو سبز خطرے (اسلام و عربوں) سے تبدیل کیا گیا ...اور باقاعدہ اس پروپگنڈے کو فروغ دینے کے لیے ایسی تنظیمیں، تحریکیں اور ادارے معرض وجود میں لائے گیے جو سادہ لوح عوام کی ذہن سازی کر سکیں...لوگوں کو یہ بتلا سکیں کہ اسلام ایک جارحانہ مذہب ہے اور اس کے ماننے والے مجسم بربریت...اسلامی مقدس کتاب قرآن کی وہ خود ساختہ تاویلیں اور مفاہیم بیان کیے گیے جو اپنے مذموم اہداف کی تکمیل میں مددگار ہوں...پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی پر انگشت نمائی اور الزام تراشی کی گئی تاکہ لوگ ان کے پیغام سے متنفر ہوں...اور بالآخر اسلامی شرعی نظام کو تختۂ مشق بنایا گیا کہ کہیں اس میں کوئی تضاد و تناقص ملے ... مگر جب کوئی ہتھیار یا حربہ کام نہیں آیا اور گویا

ع تو نے دکھ اے دل ناکام بہت سا پایا[ج]

تو یہی قرین عقل ٹھہرا کہ اس طرح تو ہماری تمناؤں کا خون ہی ہوتا رہے... جس مذہب میں کوئی تضاد بیانی ہے ہی نہیں تو اپنی عوام کے سامنے کیا انکشاف حق کریں؟ بلکہ حق تو ہمارے ہی خلاف ہے...افراد جس قدر اسلامی تعلیم

سے آشنا ہوں گے، اسی قدر اسلام کو تقویت حاصل ہو گی... لہذا دانش مندی اسی میں ہے کہ حق سے ہاتھ دھو لیے جائیں اور مکر و فریب کے طوق کو اپنا لیا جائے... مطلوب یہی ہو کہ کم سے کم لوگ اصل اسلامی مصادر کی طرف رجوع کریں، اور ہمارے تراشیدہ تبصروں اور تجزیوں کو زیادہ پڑھیں... قرآن کو تو ہرگز نہ پڑھیں، مگر ہمارے مصنفہ تمہید قرآن و تاریخ قرآن کو بالضرور پڑھیں... حدیث و محدثین سے کوئی واسطہ نہ رکھیں؛ مگر ہماری بیان کردہ تاریخ حدیث و حقیقت حدیث کو ضرور زینت مطالعہ بنائیں... اس طرح سے کتابوں سے شغل رکھنے والوں اور اسکول و کالج کے اہل دانش کو زیر اثر کیا جائے____

اگر ہماری اس حقیقت عکاسی کو کوئی لفاظی گردانے تو ایک مثال بھی پیش کیے دیتے ہیں: مشہور روسی-امریکی مصنفہ این رانڈ، اسرائیل کی حمایت اور عربوں کے خلاف اپنی نفرت کے انگارے کچھ اس طرح سلگاتی نظر آتی ہیں:

The Arabs are one of the least developed cultures. They are typically nomads. Their culture is primitive, and they resent Israel because it's the sole beachhead of modern science and civilization on their continent. When you have civilized men fighting savages,you support the civilized men, no matter who they are.

"عرب (دنیا کی) سب سے کم ترقی یافتہ ثقافتوں میں سے ہے... وہ نرے خانہ بدوش ہیں... ان کی ثقافت پچھڑی ہوئی ہے، اور وہ اسرائیل سے اس لیے نفرت کرتے ہیں کہ وہ ان کے براعظم پر جدید سائنس اور ثقافت کا یکتا منارا ہے... جب آپ کے سامنے مہذب افراد و حشیوں سے برد آزما ہوں تو آپ مہذب افراد کی حمایت کریں گے چہ جائے کہ وہ کون ہیں"۔[۳]

پڑھا آپ نے؟ ایک آزاد خیال، ترقی یافتہ ملک سے تعلق رکھنے والی، انسانی حقوق کی پاس دار، فلسفہ داں عورت کے خیالات؟ کیا میٹھی بولی ہے اور کیا ہی اچھوتے انداز میں اسرائیل کی حمایت کو عقلی استدلال سے ثابت فرمایا ہے محترمہ نے! ان کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے!

اب بات آتی ہے کہ آخر وہ عوام جسے کتابوں کا مطالعہ تو کجا، ورق گردانی کا بھی شوق نہ ہو، اس تک کیسے اپنے روشن خیالات کا ابلاغ کیا جائے؟ تو یہ مسئلہ ہالیوڈ نے حل کر دیا... ہر گھر میں ٹی-وی کی موجودگی، ہر ہاتھ میں مبائل فون... اور ایک دو نہیں بلکہ سیکڑوں کی تعداد میں فلموں کا وجود... اس پر سالوں کی محنت و مشقت مستزاد،

ماہرین نفسیات پشت پناہی کر ہی رہے ہیں...انجام کار یہ کہ ایک بہترین پروپگنڈے کا آلہ تیار، جو چاہیں اپنے ناظرین کے دماغوں میں داخل کردیں، جسے چاہیں ان کی نظر میں مسیحا بنا دیں اور جسے چاہیں ننگ وجود...

...اب دل تھام کر یہ حقیقت بھی سنیں کہ فلمی دنیا میں جس طرح سے اسلامی ثقافت کے خلاف عوام کے لیے میٹھا زہر تیار کیا جاتا ہے، وہ ایک گھناؤنی سچائی ہے... جب بھی کہیں کسی عربی زبان بولنے والے کردار کو دکھایا جائے گا، یا تو وہ نیک دل اور بہادر ہیرو کا مد مقابل ہوگا، یا کسی اسلحہ کی اسمگلنگ میں ملوث ایک زن پرست زر غلام حیوان...جب کہیں بھی عربی زبان کی آواز کانوں کی زینت بنے گی، اس کے فوراً بعد ہی ایک دھماکے کی آواز بھی دل دہلا دے گی...بلکہ اصلیت تو یہ ہے کہ اسی زہر نے آج دنیا بھر میں اسلام کے مقدس اور پاکیزہ نعرہ تکبیر کو بھی نشان دہشت گردی بنا دیا ہے...اللہ اکبر! سنا کر فوراً بم دھماکہ دکھایا جاتا ہے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ رحمان و رحیم رب کی پاکیزہ تکبیر نہیں بلکہ خودکشی کرنے کا جادوئی منتر ہے، والعیاذ باللہ!

یقین نہیں آتا تو فلمی دنیا کے ایک بڑے تنقید نگار، گاڈفرے چیشائر، کے اس انکشاف کو پڑھیں:

The only vicious racial stereotype that's not only still permitted but actively endorsed by Hollywood" is that of Arabs as crazed terrorists.

"وہ اکلوتا انتہائی زہریلا رسمی نسلی امتیاز جو نہ صرف روا بلکہ تائید شدہ ہے ہالیوڈ میں، ہے عربوں کو بوکھلائے ہوئے دہشت گرد دکھانے کا" [۴]

یہ وہی فلمیں اور ٹی-وی شوز ہیں جن کی طرف اشارہ چند اوراق پیچھے ٹریور نو آہ نے کیا تھا، جنہیں دیکھ کر اسے عربی زبان سے خوف ہونے لگا... سطحی طور پر گرچہ یہ کسی کو مزاح لگے، پر درون خانہ یہ ایک طنز ہے اس معاشرے پر جو لوگوں کے درمیان نسلی اور مذہبی امتیازات کو ہوا دیتا ہے____

کچھ رقیبوں کی بھی سن لو:

یہ تو وہ بیرونی اسباب و علل ہیں جو اس تحریک کو تقویت دیتے ہیں...اب آیئے میں ان حضرات سے آپ کو ملواتا ہوں جنھوں نے اس پروپگنڈے کا ٹھیکرا بھی اسلام کے ہی سر پھوڑا ہے اور اس طرح کے نعرے بلند کیے ہیں:

“Islam in crisis” – “The Problem today with Islam” – “The Need for reforms in Islam” – “The Global Islamic Crisis” ...

ان نعروں کالب لباب یہ ہے کہ اس وقت پریشانی اسلام کی وجہ سے ہے جو تھوڑے سے رد و بدل کے بعد درست ہو جاے گی، دراصل اسلام ایک پرانا مذہب ہے جس میں کتنے سالوں سے تبدیلی نہیں ہوئی، یہ جدید دور ہے اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے تبدیلی ضروری ہے، زیادہ نہیں، چند قرآنی آیات کو حذف کیا جاے، چند ثقہ راویان حدیث کو حدیث گڑھنے کا طوق پہنا دیا جاے، فقہ میں آزاد خیالی کو جگہ دی جاے، اور بملاحظہ ! لیجیے ایک ماڈرن اسلام تیار ہے جس سے کسی کافر، زندیق، فرنگی کو پروبلم نہیں ہو گی !

ایسی ہی فکر کے حامل اعیان حرسی علی سے ملاقات کریں، جن کی فکری جگر پارے سن کر آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے اور یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ یہ شعر آپ کے حضور مجسم ہو کر آ گیا ہے۔

فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیّلات

اسلام کو حِجاز و یمن سے نکال دو[۱]

اعیان کی ایک کتاب بعنوان "اب اسلام میں اصلاحات کی ضرورت کیوں؟" منظر عام پر آچکی ہے، اور موصوف کا ماننا بھی یہی ہے کہ غیر تبدیل اسلام آج کی ترقی پسند دنیا میں نہیں پنپ سکتا... انہیں صاحب کا ایک مقالہ فارن پالسی میں بھی چھپا تھا جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے، یوں تو اس میں روایتی کلام کی بہتات ہے، مگر ایک بات محل نگاہ ہے، موصوف نے دور حاضر کے مسلمانوں کو تین گروہوں میں تقسیم کیا ہے، پہلے کو وہ "مدنی مسلمان" کہتے ہیں یعنی وہ لوگ جو نظام شریعت کے عالمی نفاذ میں یقین رکھتے ہیں اور جہاد بالسیف کے بھی قائل ہیں... دوسرے گروہ کو وہ "مکی مسلمان" کہتے ہیں یعنی وہ لوگ جو خدا اور رسول پر تو ایمان رکھتے ہیں مگر شریعت کے نفاذ میں یقین نہیں رکھتے... تیسرا گروہ ان کے نزدیک ان مسلمانوں کا ہے جو اسلام میں رد و بدل کے قائل ہیں جنہیں انہوں نے "مبدل مسلمان" کا خطاب دیا ہے۔۔۔۔

موصوف کے ایک اور جملے پر ہماری نگاہیں جم گئیں، وہ کیا ہے؟ آیئے آپ بھی دیکھ لیجیے:

The fundamental problem is that the majority of otherwise peaceful and law-abiding Muslims are unwilling to acknowledge, much less to repudiate, the theological warrant for intolerance and violence embedded in their own religious texts.

"بنیادی اشکال یہ ہے کہ عام حالات میں قانون کے پابند مسلمانوں کی اکثریت، رد تو کجا، **اعتراف** کرنے سے گریز کرتی ہے، عدم برداشت اور تشدد کو فروغ دینے والے اس مذہبی وارنٹ کو جوان کی اپنی مذہبی صفیحوں میں موجود ہے۔" [۵]

آہ! دیکھا آپ نے کس طرح ایک مسلمان نام، مسلمان ماں باپ کا چہیتا سپوت اس بات کو دل و جان سے تسلیم کر چکا ہے کہ دراصل اس کے مذہب میں تشدد کو مذہبی بنیاد فراہم کی گئی ہے... یہ فکر بھی کچھ نئی نہیں ہے، بلکہ قدیم سے لے کر جدید مستشرقین کو پڑھ لیجیے جوں کا توں، یہی مواد الفاظ کا پیراہن بدل کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گا____

کچھ بات اپنی بھی:

یہ تمامی کشاکش آپ کے سامنے ہے، عالم کا خاکہ پیش نظر ہے، وقت حساس کی نازکی سے بھی واقف ہیں سبھی... کیا سبب ہے کہ نہیں عالم میں اپنا تزک و احتشام وہی؟ کیوں ہیں امر او قت کے اغیار کے ریز نگیں؟ کیا کوئی ہے عالم اسرار کا واقف ابھی؟ ہے کوئی تدبیر کہ لائے حزیں دل میں خوشی؟ ہاں سنو! اک ہیں مسیحا ہم غریبوں کے نبی... جو ہیں دانائے غیوب و رزم، ظاہر و خفی... ہے حدیثوں میں ترے آلام کے درماں سبھی... سن ہمہ تن گوش ہو کر قولِ احمد، امتی!

وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا». فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: «بَلْ أَنْتُم يَوْمئِذٍ كثير وَلَكِن غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ». قَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: «حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي «شُعَبِ الْإِيمَانِ»

ترجمہ: روایت ہے حضرت ثوبان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ امتیں تم پر ایک دوسرے کو ایسی دعوت دیں جیسے کھانے والے اپنے پیالہ کی طرف، تو کوئی کہنے والا بولا کیا اس دن ہماری کمی کی وجہ سے ایسا ہو گا، فرمایا بلکہ تم اس دن بہت ہو گے لیکن تم سیلاب کے میل کی طرح ایک سیل بن جاؤ گے، اور اللہ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دل میں سستی ضعف ڈال دے گا، کسی کہنے والے نے عرض کیا یارسول اللہ وہن کیا چیز ہے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے ڈر [۶] (ابوداؤد، بیہقی، دلائل النبوۃ)

نگاہ بینا سے دیکھیں، اور مشاہدہ کریں کہ اسی فرمان رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں اس دور کے اسلاموفوبیا اور مسلمانوں کے خلاف ظلم وستم کی ایک طویل داستاں کا سبب بیان کیا گیا ہے... وجہ فقط ایک ہے کہ آج کا مسلمان، علم سے بے بہرہ، عمل میں کوتاہ اور کم ہمت و بزدل ہے... اس کے دل سے خدا کو خوف تو مٹ چکا ہے مگر اسے موت سے بہت ڈر لگتا ہے، مال و جاہ کی طلب خوب ہے، زہد و تقوی سے گریز ہے، دنیاوی آسائش و آرام کے لیے وہ اپنی آخرت کو تباہ و برباد کر رہا ہے، کہ

ہر کوئی مستِ مئے ذوقِ تن آسانی ہے

تم مسلماں ہو! یہ اندازِ مسلمانی ہے![۲]

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوامع الکلم کا جلوہ تو دیکھیں کہ فقط چند جملوں میں برسوں کے بلکہ قیامت تک کے مسائل کا حل فرمادیا ہے____

القصّہ

یہ کہ موجودہ وقت مسلم امت کے لیے بہت ہی نازک ہے، اسلام و عربوں سے خوف و نفرت کے بیج سماج میں سرائت کر چکے ہیں، قرطاس و قلم کی دنیا ہو یا شو- بزنس ہر طرف مسلمانوں کے خلاف ایک ماحول بنایا جارہا ہے، جہاں غیر ان کوششوں میں سر گرم ہیں وہیں چند نام نہاد اپنے بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر اسی مہم کا حصہ بنے ہوئے ہیں، پروگریسو سوچ کے نام پر مذہب میں تبدیلی کی باتیں عام ہو رہی ہیں، پھر مسلمانوں کا طرز عمل بھی قابل افسوس ہے، اپنی ثقافت، اپنے مذہب سے انتہائی درجے کی غفلت برتی جارہی ہے... الغرض کہ اس نازک وقت میں علم و عمل ساتھ فکری نہج کو مضبوط کر کے مسلمان صف آرا ہو... اپنے تابناک ماضی و یاد کرے، شوکت رفتہ کو بحال کرے... پھر سے تمام عالم پر ایک آفاقی قوت بن کر چھا جائے____

آمین یارب العلمین بجاہ حبیبک سید المرسلین علیہ و آلہ افضل الصلوۃ و اکمل التسلیم

۱۷/شوال المکرم/۱۴۴۲ھ- مطابق- 30 مئی 2021ء بمقام مسکنِ اولیا، پیلی بھیت شریف،

فردین احمد خاں فؔردین رضوی

[بی-سی-اے، ریسرچ اسکالر، اسلامیات، استشراقیات و استغرابیات]

مصادر و مراجع

[۱]۔ٹریور نو آہ؛یو۔ٹیوب۔ راطبہ لنک:

https://youtu.be/9OB72GZOS4c

[۲]۔اسپانش انکویزیشن، مقالہ رابطہ لنک:

https://en.wikipedia.org/wiki/Spanish_Inquisition

[۳]۔این رانڈ، آفیشل ویب سائٹ، مقالہ رابطہ لنک:

https://en.wikipedia.org/wiki/Anti-Arabism#cite_note-web.archive-aynrand.org-israeli_arab_conflict-150

[۴]۔داگارڈین، مقالہ، رابطہ لنک:

https://www.theguardian.com/film/2000/aug/11/2

[۵]۔فارن پالسی، مقالہ، رابطہ لنک:

https://foreignpolicy.com/2015/11/09/islam-is-a-religion-of-violence-ayaan-hirsi-ali-debate-islamic-state/

[۶]۔مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، جلد ۷، صفحہ ۱۳۷، رقم حدیث: ۵۳۶۹۔

اشعار

[ب]۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، بانگ درا، مارچ ۱۹۰۷ء، صفحہ 167۔

[ج]۔ مصحفی، غلام ہمدانی؛ متفرق اشعار؛ ریختہ ویب سائٹ۔

[د]۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، ضرب کلیم، ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام، صفحہ 658۔

[ر]۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، بانگ درا، جواب شکوہ، صفحہ 232۔